بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر — یوم شنبہ

جلد ۳۱ | ۶۔ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ش | ۳۰۔ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ | ۶۔ فروری ۱۹۴۳ء | نمبر ۳۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۶۔ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ھش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے آٹھ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو نماز عصر کے بعد ضعف کی شکایت ہو گئی۔ نیز پاؤں میں درد نقرس کی ابھی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ⁂

حضرت ام المؤمنین اطال اللہ بقاءہا کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

آج دوپہر کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان اصحاب کو جو پشاور وغیرہ سے حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب کی وفات پر تشریف لائے تھے۔ دعوت طعام دی گئی ⁂

حضرت مولوی شیر علی صاحب کے لڑکے مولوی عبد الرحیم صاحب کی صحت کے لئے دعا کی جائے ⁂

چونکہ محکمہ بجلی کی طرف سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ مورخہ ۷۔ فروری کو ۱۱ بجے سے ۴ بجے شام تک بجلی کی رو بند رہے گی۔ اس لئے یہ پرچہ آج رات ہی چھپوایا جا رہا ہے ⁂

روزنامہ الفضل قادیان — ۳۰۔ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ

ترک اخبار نویسوں کے خیالات اور پنجاب کے ہندو مسلم اخبارات

ترک اخبار نویسوں کے وفد کے لاہور آنے پر مسلم اخبار نویسوں کی طرف سے انہیں جو پارٹی دی گئی۔ اس میں جو سوال جواب ہوئے۔ ان کے متعلق ہم ایک گزشتہ پرچہ میں عرض کر چکے ہیں۔ کہ وہ بے محل اور بے موقعہ تھے۔ وفد کے ممبروں سے جو بعض سوالات کئے گئے۔ وہ نہ کئے جاتے۔ تو بہتر تھا۔ اسی واقعہ پر پنجاب کا ہندو پریس عجیب و غریب تبصرے کر رہا ہے۔ اور ترکوں و ہندوستان کے مسلمانوں کے درمیان شدید اختلافات ثابت کرنے کے لئے پورا زور قلم صرف کر رہا ہے۔ ہندو اخبارات کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ اس بات کو کتنی اہمیت دی جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر "ملاپ" (۳ فروری) لکھتا ہے۔ کہ "ترک اخبار نویسوں کے وفد کی وجہ سے پنجاب کے مسلم لیگیوں کو خصوصاً اور ہندوستان بھر کے مسلم لیگیوں کو عموماً جو خفت اٹھانی پڑی ہے اسے شاید وہ ایک عرصہ تک فراموش نہ کر سکیں گے۔۔۔۔ ان باتوں نے مسلم لیگ کے اس سارے محل کو مٹی میں ملا کر رکھ دیا ہے جس پر وہ اپنی تمام سرگرمیوں کا محل کھڑا کر رہے تھے۔"

پھر لکھا ہے۔ کہ "ترک اخبار نویسوں نے ان کے منہ پر ایک ایسی چپت لگائی ہے۔ جسے وہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔۔۔۔ یہ چپت اتنی کراری، اور زبردست ہے۔ کہ کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔"

(۳۱۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

"پرتاپ" یکم فروری کا لکھتا ہے "ترک جرنلسٹوں نے ہندی مسلمانوں اور ترک مسلمانوں کی بھائی بندی کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا۔"

اسی قسم کی نکتہ چینی قریباً ہر ہندو اخبار نے کی ہے اور ابھی یہ سلسلہ شروع ہے۔ اس ضمن میں ہم ہندو اخبار نویسوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں اس معمولی سی بات کو اتنی اہمیت نہ دینی چاہیئے اول تو تین چار ترک۔ اخبار نویسوں نے جو کچھ کہا۔ وہ ساری ترک قوم کے خیالات کسی طرح نہیں کہلا سکتے۔ اگر ان کے خیالات اسلام یا قرآن کریم کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کے خیالات سے مختلف ہیں۔ تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ساری ترک قوم مذہبی خیالات کے لحاظ سے ہندوستانی مسلمانوں سے اختلاف رکھتی ہے اور اگر رکھتی بھی ہو۔ تو بھی اس پر کم سے کم ہندو اخبارات کو تو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ جن لوگوں کی اپنی حالت بقول "ملاپ" ۲۳ جنوری یہ ہو۔ کہ ہم شنے کو ایشور ماننے والے بھی ان میں شامل ہوں۔ مورتی پوجا کو اپنا پرم دھرم سمجھنے والے سناتن دھرمی بھی اور مورتی پوجا کے سخت مخالف آریہ سماجی بھی ہوں۔ وید بھگوان کو اپنی مذہبی کتاب نہ ماننے والے بودھ بھی ہوں۔ اور سکھ بھی جو شری گورو گرنتھ صاحب کو ہی اپنا گورو اور مارگ واستک سمجھتے ہیں۔ انہیں کیا حق ہے۔ کہ مسلمانوں میں اگر کوئی اختلاف دیکھیں تو اس پر تعلیمیں بجائیں جب ان کا اپنا یہ اصول ہے کہ اس قدر شدید اور بنیادی اختلافات کے ہوتے ہوئے بھی ان کی یکجہتی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ تو مسلمانوں کے بعض طبقات میں اختلاف رائے معلوم ہونے پر اس سے ان میں بُعد کی خلیج کو وسیع کرنے کی کوشش کرنا دیانتداری سے بعید اور سلامت روی کے خلاف ہے۔ دیانتداری کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ جب انہیں معلوم ہوا تھا۔ کہ ترکوں کے وفد نے بعض ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو ہندوستان کے مسلمانوں کے خیالات سے مختلف ہیں۔ تو وہ اس موقعہ پر اس قسم کے خیالات ظاہر کرنے کے بجائے جیسے کہ وہ کر رہے ہیں۔ یہ کہتے۔ کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی اختلاف ہے۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اسے وسعت قلبی کے ساتھ گوارا کریں۔ اور جس طرح بنیادی اور اصولی اختلاف رکھنے کے باوجود ہندوؤں کے مختلف طبقات باہم مربوط اور متحد ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ترک اور ہندوستانی مسلمان بھی اسی اختلاف رائے کی وجہ سے اپنے رشتہ اخوت کو کمزور نہ ہونے دیں۔

اس سلسلہ میں ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر مسلم جرائد نے بھی صحیح رویہ اختیار نہیں کیا۔ ان میں سے بعض نے تو اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی کہ ترکوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے بعض مختلف خیالات ظاہر کئے ہیں۔ اور نہایت معذرت خواہانہ لب و لہجہ اختیار کیا۔ دبے الفاظ میں ترکوں کی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے اور اپنے خیالات میں مطابقت ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی طرف منظاہر کردہ بعض خیالات کو دلائل کے ذریعے صحیح اور بے ضرر ثابت کرنا چاہا ہے اور بعض نے برملا ترکوں کے گمراہ اور بے دین ہونے کا اسی طرح پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے جس طرح وہ ہندوستان کے کسی مسلمان طبقے کے ساتھ اختلاف رائے پیدا ہو جانے کی صورت میں کرنے کے عادی ہیں۔ اور اس امر کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ کہ یہ ایک بے فائدہ اور بے معنی بات ہے ہندوستان میں تو اپنے مخالف کو گمراہ۔ بے دین۔ خارج از اسلام یا ٹوڈی وغیرہ ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹ کر وہ جہلاء اور نافہم عوام میں ایک شورش برپا کر کے کسی نہ کسی رنگ میں کوئی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن اس قسم کا پروپیگنڈا ترکوں کے خلاف ان کو یا مسلم قوم کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ الٹا نقصان دہ ہے کہ اس سے ان کی ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور وقار کو سخت صدمہ پہنچیگا۔

جماعت احمدیہ کے مقدس امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ایک لمبے عرصے سے محض مسلمانوں کی ہمدردی اور دنیا میں ان کے وقار کے قیام کے پیش نظر ان کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ اپنے مذہبی خیالات میں اختلاف کو سیاسی اتحاد پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے ابتک اس نہایت ضروری مشورہ کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھا۔ وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ دوسرے پر نکتہ چینی کرنا تو بہت آسان ہے۔ لیکن اگر خود سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کا کونسا فرقہ ہے۔ جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کر سکتا ہے۔ ہر فرقہ صحیح اسلام سے کوسوں دور جا چکا ہے۔ اور ہر ایک دوسرے کو کافر، گمراہ، بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ کون ہے۔ جو دوسرے کو مومن اور مسلم سمجھتا ہو۔ اسلام کی روح تو مٹ چکی اور کہیں بھی نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام فرمایا اور اپنے ایک مامور کے ذریعہ جو اسلام کو ثریا سے واپس لایا۔ از سر نو اسلام کو دنیا میں قائم کرنے کا انتظام فرمایا۔ اور جب اسلامیت کا یہ حال ہے اور مسلمان سب کے سب صحیح اسلام سے اس قدر دور جا چکے ہیں۔ کہ اگر مسلم زعماء اور اخبار نویسوں کی یہ ذہنیت دور نہ ہوئی۔ کہ دوسرے کو ہر لحاظ سے اپنا ہم خیال کر کے ہی اس سے اتحاد کیا جائے۔ تو مسلمانوں کی مشکلات کبھی دور نہیں ہو سکتیں انہیں چاہیئے کہ ہوش سے کام لیں اور ان اختلافات کو نظر انداز کر کے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے جس حد تک ایک دوسرے کے

ہمارا آفتاب

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

(اس نظم میں قرآن مجید کی ایک آیت حتّٰی توارت بالحجاب بار بار آتی ہے۔ اس کے معنی ہیں" یہاں تک کہ وہ (سورج) چھپ گیا" یہاں ہر بند میں یہ آیت حضرت مسیح موعود کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ سوائے نمبر ۷ اور نمبر ۹ والے بند کے جہاں یہ نفس اور دنیا کے لئے ہے۔ آفتاب اور نفس اور دنیا تینوں عربی زبان میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں)

۱
افسوس میرا آفتاب وہ مہدیٔ والاخطاب
روشن کیا جس نے جہاں باصد ہزاراں آب و تاب
ہم عشق میں سمجھا کئے یا پڑ گئے دل پر حجاب
زندہ رہیگا تا ابد چمکیگا تا یوم الحساب
دھوکا رہا آخر تلک حتّٰی توارت بالحجاب

۲
محسن وہ میرا آفتاب وہ محیئے عالی جناب
ہر دم قلم اُس کا رہا مصروفِ تصنیفِ کتاب
تجدید کی اسلام کی بتلا دیا جو تھا خراب
عیسائی۔ برہمو۔ آریہ سب اُسکے آگے لاجواب
لڑتا رہا وہ جنگجو حتّٰی توارت بالحجاب

۳
میرا پیارا آفتاب یا چودھویں کا ماہتاب
اسلام کے دُکھ درد سے ہوتا تھا دل جس کا کباب
تبلیغ حق عشقِ خدا تعلیم کا لُبِّ لُباب
بنتے تھے بیکر نُور کے صحبت میں جس کی شیخ و شاب
فیضان تھے جاری سبھی حتّٰی توارت بالحجاب

۴
شمس الضحٰی وہ آفتاب وہ صاحبِ فصل الخطاب
دکھلا گیا زندہ خدا زندہ نبیؐ۔ زندہ کتاب
ذہنیتیں تبدیل کیں کردی حقیقت بے نقاب
سیراب سب کو کر گیا وہ خیر و برکت کا سحاب
چلتا رہا یونہی حساب حتّٰی توارت بالحجاب

۵
نُورِ نظر وہ آفتاب وہ طوبئے عاضر جواب
اک نغمۂ سحر آفریں گویا ملائک کا رُباب
خوشبو کی لپٹیں چار سو جیسے کہ جنت کا گلاب
ہم مست تھے اور بےخبر ساقی تھا یا جامِ شراب
پیتے گئے بس بےحساب حتّٰی توارت بالحجاب

۶
رُوحانیت کا آفتاب دُنیا میں چمکا بے حجاب
وہ حُسن جسکے سامنے سارے حسیں تھے آب آب
آئی اجل اِتنی شتاب گویا کہ اک دیکھا تھا خواب
ہم کو بھلا تھی کیا خبر ہیں وہ گھڑے پا در رکاب
بے فکریوں میں ہم رہے حتّٰی توارت بالحجاب

۷
وہ آسمانی آفتاب وہ مظہرِ ختمی مآب
جب آگیا حکم قضا بس ہو گیا زیرِ تراب
دُنیا فانی ہے سراب اور زندگی مثلِ حباب
یاں آئے ہیں سب اسلئے تا کچھ کما لیویں ثواب
کچھ پاک کرلیں نفس کو حتّٰی توارت بالحجاب

۸
یا رب ہمارا آفتاب صلّی علیہ بےحساب
مجلس میں تجھ سے جا رہا تھے بامراد و کامیاب
تقوٰی کی تھی منہ پر نقاب دل عشق میں تیرے کباب
محمو رہتے مدہوش تھے قربانیاں تھیں لاجواب
چلتا رہا دورِ شراب حتّٰی توارت بالحجاب

۹
احمد نبی تھا آفتاب کیسی چمک۔ کیا آب و تاب!
اے دوستو ہمت کرو خدمت کرو۔ لو ثواب
نصرت کرو محمود کی برپا کرو اک انقلاب
اسلام تازہ رہے روشن رہے یہ آفتاب
دُنیا کے آخر دن تلک حتّٰی توارت بالحجاب

آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فراہمی گندم کے متعلق

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

قادیان میں باوجود فصل پر کافی مقدار گندم خریدنے کے بعض لوگوں کو گندم نہ ملنے کی دقت پیش آرہی ہے۔ مجھے جلسہ سالانہ پر بعض دوستوں نے بتایا تھا۔ کہ ہم نے آپ کی تحریک پر ضرورت سے زائد گندم محفوظ کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ لائل پور، سرگودھا (اس ضلع نے پہلے بھی کافی گندم مہیا کی ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء) منٹگمری۔ ملتان۔ شیخوپورہ کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ ماہ اپریل ۱۹۴۳ء تک (نئی گندم خریدنے کے وقت) تک کے خرچ کے مطابق گندم رکھ کر باقی گندم کا اندازہ کرکے مجھے اطلاع دیں۔ اور قیمت کا بھی۔ نیز جو خرچ وہاں سے قادیان لانے کا ریل کا پڑتا ہو۔ تاکہ اگر خرچ مناسب ہو تو گندم کے منگوانے کا انتظام کیا جا سکے:۔

ایک نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات فرمودہ یکم و ۸ ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش (یہ خطبات ابھی شائع نہیں ہوئے۔ ایڈیٹر) کی روشنی میں پنجاب کی جماعتوں کی طرف نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے تبلیغی جلسوں کے انتظام کی تحریک بذریعہ خطوط مناسب ہدایات کے ساتھ جاری کی جا رہی ہے۔ جماعتوں کے عہدہ داروں کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ پروگرام مرتب کرکے جلسوں کا انتظام جلد شروع ہو سکے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حصہ مرکزی میں اضافہ

دستور اساسی و قواعد و ضوابط کی دفعہ ۲۰ کی رو سے ماتحت مجالس کو اراکین مجالس کے چندہ کا ¼ حصہ مرکز میں ارسال کرنا ضروری تھا۔ مگر گزشتہ شوریٰ کے موقعہ پر اس امر کا فیصلہ کیا گیا۔ کہ ¼ حصہ کی بجائے فراہم شدہ چندہ کا نصف مرکز میں ارسال کیا جائے۔ چنانچہ اس کی منظوری سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کی جا چکی ہے۔ تمام قائدین و زعمائے کرام مطلع رہیں۔ کہ آئندہ حصہ مرکز ارسال کرتے وقت اس امر کو ملحوظ فرمائیں۔ کہ کل چندہ کا نصف مرکز میں ارسال فرمائیں نہ کہ ¼

خاکسار ملک عطاء الرحمٰن مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

درخواست ہائے دُعا

(۱) محمد منظور احمد صاحب کبیر والا کی ہمشیرہ صاحبہ بعارضہ وجع المفاصل اور ان کے والد صاحب بعارضہ ہیچش بیمار ہیں (۲) ڈاکٹر احمد دین صاحب افریقہ سے ریٹائر ہو کر واپس آرہے ہیں (۳) خواجہ عبد الحی صاحب قادیان کی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ اکثر بیمار رہتی ہیں (۴) سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب قادیان کی اہلیہ صاحبہ۔ بھتیجی بعارضہ نمونیہ اور بچے بعارضہ بخار بیمار ہیں (۵) بابو فتح محمد صاحب شہر باچھا گانگ لسیسلہ جنگ گئے ہوئے ہیں (۶) میاں عبد اللہ صاحب جنڈ وساہی ضلع سیالکوٹ کا لڑکا سراج الدین بعارضہ بخار و ہچکی بیمار ہے

حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحبؓ کا وصال

حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری جن کا یکم و ۲ فروری ۱۹۴۳ء کی درمیانی شب کو انتقال ہوا۔ کی شخصیت احباب جماعت سے مخفی نہیں حضرت خان صاحب موصوف کے لئے کیا یہ امر کم فخر کا موجب تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد یعنی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے ذریعہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے وابستہ کر کے روحانی برکات سے متمتع اور مستفید ہونے کی توفیق بخشی۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ؁

غالبًا یہ اسی پاک تعلق ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ ۱۹۱۴ء میں جب جماعت احمدیہ کا ایک حصہ مرکز سلسلہ احمدیہ سے کٹ کر لاہور چلا گیا۔ اور انہوں نے خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو تو تسلیم نہ کیا۔ مگر اپنی طرف سے ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو ایک مجلس شوریٰ قائم کر کے اس میں یہ قرارداد پاس کی۔ کہ جماعت میں چار خلیفے بنائے جائیں۔ چنانچہ ایک قرارداد کے ذریعہ حسب ذیل چار خلیفے بیعت لینے کے لئے منتخب کئے گئے۔

اوّل۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ دوم۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری۔ سوم۔ جناب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی اور چہارم۔ خواجہ کمال الدین صاحب ؁

غیر مبائعین نے جو چار خلیفے تجویز کر کے منتخب کئے تھے۔ ان میں سے اول الذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ تو پہلے دن ہی سے ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ کے معتقد تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی اکثریت نے آپ کو خلیفۂ ثانی تسلیم کر لیا۔ دوسرے خلیفہ حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی تھے لیکن آپ نے چند ہی روز کے بعد غیر مبائعین کی شوریٰ کے دیئے ہوئے منصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خلافت ثانیہ سے وابستگی اختیار کر لی تیسرے جناب خان صاحب موصوف تھے۔ آپ نے بھی ۲۳ جنوری ۱۹۴۰ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔ آپ کا غیر مبائعین کی نظر میں جس قدر اعلیٰ مرتبہ اور مقام تھا۔ وہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے عیاں ہے ؁

(۱) غیر مبائعین کی مجلس شوریٰ کی پاس شدہ قرارداد میں مرقوم ہے۔ کہ:۔ "جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کو جو کہ ہمارے سلسلہ کے پاک نفس رکن ہیں۔ حضرت احمد کے نام پر سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے لوگوں سے بیعت لینے کے لئے منتخب کیا گیا۔"

(پیغام صلح ضمیمہ ۲۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۶)

(۲) جناب مولوی محمد علی صاحب نے آپ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار پشاور جو اپنے تقویٰ اور دیانت کے لحاظ سے دشمن و دوست کے نزدیک یکساں قابل اعتبار ہیں۔ اور اس سلسلہ کے اول شیدائیوں میں سے ہیں۔" (ایک نہایت ضروری اعلان صفحہ ۲)

(۳) پھر جناب خان صاحب موصوف کے بیعت خلافت ثانیہ کر چکنے کے بعد بھی جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۲۴ فروری ۱۹۴۰ء کو آپ کی بابت اقرار کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی دولت عطا فرمائی ہے۔ اور ساری عمر آپ کی اسی روش پر گزری۔ کہ بغیر تحقیقات کے آپ نے کسی امر کو قبول نہ کیا۔" (مولوی غلام حسن خان صاحب سے ایک مخلصانہ گزارش صفحہ ۱)

الغرض ایسے عظیم الشان بزرگ کا خلافت ثانیہ سے وابستہ ہونا جہاں یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خلافت برحق ہے۔ اور کہ خلیفے خدا بناتا ہے۔ وہاں غیر مبائعین کے لئے عموماً اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے لئے خصوصاً یہ امر باعث عبرت ہے۔ کیونکہ غیر مبائعین کی انجمن کے منتخب کردہ چار خلفاء میں سے اکثریت یعنی تین کا خلافت ثانیہ سے وابستہ ہو جانا کوئی معمولی امر نہیں۔ چوتھے خلیفہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ اگر وہ ان کے ساتھ رہتے۔ تو بھی غایت کار ۲۵ فیصدی ہونے کے لحاظ سے غیر مبائعین کی مجوزہ خلافت کے فیل ہونے کا بین ثبوت تھا مگر خواجہ صاحب غیر مبائعین سے بھی جس طور سے کٹ چکے تھے۔ وہ ان کے واقف حال حضرات کو خوب معلوم ہے۔

بہرحال حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب کی علمی قابلیت و تقوےٰ وغیرہ پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں لیکن جب آپ نے ببانگ بلند بلا خوف لومۃ لائم خلافت ثانیہ سے وابستگی کا اعلان فرمایا اور غیر مبائعین کو بھی ہمدردی سے اس امر کی دعوت دی۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ:۔

"ایک عالم دین سے اتنی بڑی غلطی کس طرح ہو سکتی ہے کہ تیس سال تک وہ بعض باتوں کی اپنی تحریروں اور تقریروں میں اور عمل سے شب و روز تائید کرتا ہے۔ اور پھر انسانی اوسط عمر کی حد سے بھی گزر کر اسے یہ معلوم ہو۔ کہ یہ سب کچھ باطل تھا جس کی وہ تائید کر رہا تھا۔"

(ایک مخلصانہ گزارش صفحہ ۲)

حالانکہ یہی امر تو جناب خان صاحب موصوف کے "پاک نفس رکن" اور محقق عالم ہونے کا ثبوت تھا۔ مگر بجائے اس سے استفادہ کرنے کے جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس کو بھی ذریعہ اعتراض بنا لیا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجالس میں ایک شخص بہادر دل کھڑا ہو گیا۔ اور بلند آواز سے بولا۔ کہ صاحبو میں فلاں امر میں غلطی پر تھا۔ اور جو کچھ میں نے ایک مدت تک بحثیں کیں۔ یا جو کچھ میں نے مخالفت ظاہر کی۔ وہ سب نادرست امر تھا۔ اب میں اس سے محض منہ رجوع کرتا ہوں۔ ایسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے۔ اور ولایت کا نور اس کے چہرہ پر دکھائی دیتا ہے۔ اور دل بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص متقی اور قابل تعظیم ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ان سے پیار کرتا ہوں۔ کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ پس جس سے خدا پیار کرے۔ ضرور اس سے تمام نیک بندے پیار کریں گے۔ کیونکہ نیک روحوں کا پیار خدا کے پیار کے تابع ہے۔ سو مبارک وہ جو خدا کی مرضی کی راہیں ڈھونڈے اور زید و بکر کی بک بک کی کچھ پروا نہ رکھے۔" (ضیاء الحق صفحہ ۲۳)

سو بلاشبہ حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کا طریق عمل ایک "قابل تعظیم" ہے اور آپ کا باوجود سخت روکوں کے اظہار حق اور اپنے سابقہ غلط طریق سے اجتناب اور اس سے توبہ کرنا آپ کے "بہادر دل" ہونے کا بین ثبوت ہے ؁

غرض یہ خاندان نبوت سے تعلق ہی کی برکت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک لمبا عرصہ علیحدگی کے بعد آپ کو پھر پیار محبوب میں آنے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ اور یہ اسی برکت کا نتیجہ ہے۔ کہ جس چیز کی غیر مبائعین بھی کسی وقت ملنے کی حسرت کیا کرتے تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ نے حضرت خان صاحب کو عطا فرما دی یعنی خدا نے آپ کو حسب منشاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام "وصیت" کرنے اور حضور سے جسمانی قرب کے ساتھ روحانی قرب کے پانے کی بھی سعادت بخشی۔ اور آپ کے لواحقین و پسماندگان نے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر ایمان ہے اپنی آنکھوں سے حضرت خان صاحب کا "بہشتی" ہونا مشاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب ذیل ارشاد اس کا مؤید ہے حضور فرماتے ہیں۔ کہ

"نماز (صبح) سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے دیکھا۔ کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے۔ کہ جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

(اخبار الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت خان صاحب موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کے جملہ لواحقین کو اور دوستوں اور عزیزوں کے علاوہ غیر مبائع حضرات کو بھی اس مائدہ آسمانی سے بادہ نوش ہونے کی توفیق بخشے جس سے صاحب موصوف کو خدا تعالےٰ کے پاک مسیح کی رفاقت اور مولا کریم کی جنت نصیب ہوئی اللھم آمین اور اس عاجز راقم کا بھی انجام بخیر فرماتے ہوئے اس نعمت سے سرفراز فرمائے آمین ثم آمین

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا

ایک صاحب نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق دریافت کیا ہے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ ہم احمدی لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے منکر نہیں۔ بلکہ قائل ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اس طرح دعا مانگتے ہیں۔ لیکن نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون طریق نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام کا طریق تھا کہ آپ پہلی سنتیں گھر سے پڑھ کر باہر تشریف لاتے اور پچھلی سنتیں گھر میں جاکر پڑھتے۔ فرضوں کے بعد فوراً گھر چلے جاتے تھے اور اکثر اولیاء اللہ ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر بعض بزرگوں نے دیکھا۔ کہ لوگ اس طرح سنتوں کے ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔ اور فرضوں کے بعد فوراً گھر چلے جاتے ہیں۔ اور پھر سنتوں کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے یہ عادت ڈالی کہ نماز مسجد میں ہی پوری ادا کی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز ساری کی ساری دعا ہے۔ مگر لوگوں نے نماز کو ناسمجھی سے کچھ اور شے سمجھ رکھا ہے۔ اس کو تو جلدی جلدی پورا کر لیتے ہیں۔ اور پھر ہاتھ اٹھا کر لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز کے اندر جو اصل قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے وقت ان کے دل خشک ہوتے ہیں۔ اور پھر دعا میں کچھ رقت ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل دعا کا وقت نماز کے اندر ہے۔ قیام اور رکوع میں اور سجدہ میں اور قعدہ وغیرہ میں نماز کے اندر دعا مانگنی چاہیئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں ہی دعا ہوتی تھی۔ مگر اب رسم کے طور پر پہلے جلد جلد نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ اور پھر دعا شروع کی جاتی ہے۔ احادیث سے یہ کہیں ثابت نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے التزام سے نماز کے بعد دعا کی ہو جس طرح اب کیا جاتا ہے۔ بلکہ نہ کرنے والوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل نماز وہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائی اور اپنے عمل سے سکھائی۔ پس ہم تو وہی نماز پڑھتے ہیں جس کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے۔

جو لوگ نماز پڑھ کر بعد میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس نے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے کسی سے ایک عرضی لکھوائی۔ اور وہ عرضی ایسی زبان میں تھی جس کو وہ نہ سمجھتا تھا۔ اس نے عرضی کے الفاظ کو یاد کیا۔ مگر نہ سمجھا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ پس جب اسے دربار میں حاضری کا موقعہ عطا کیا گیا۔ اور بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور اسے اجازت دی گئی۔ کہ اپنے مطالب اور مرادیں مانگے۔ تو اس نے جلد جلد وہ عرضی لفظ بلفظ پڑھ لی۔ اور اس پر اپنے مقصد کو ختم کیا۔ اور بغیر کسی اور درخواست کے دربار سے باہر آگیا۔ اور باہر والوں کو سلام کیا۔ اور پھر بادشاہ کے محل کے گرداگرد گھومنے لگا۔ اور چلانے لگا۔ کہ میری یہ درخواست بھی ہے اور یہ میرا وہ مطلب بھی ہے۔ دیکھو اس نادان کا کیا حال ہے۔ جس نے اصل وقت کی قدر نہ کی۔ اور بعد میں شور مچانے لگا۔ پس وہ لوگ جو نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

بخاری میں احسان کی تعریف لکھی ہے۔ ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ کہ خدا کی عبادت اس طرح کی جائے گویا تو خدا کو دیکھتا ہے۔ اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو۔ تو عابد کو یہ یقین ہونا چاہیئے۔ کہ خدا اسے ضرور دیکھتا ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ نماز گویا خدا کے دربار میں حاضری کا نام ہے پس اس موقعہ پر خدا سے ہر قسم کی مرادیں مانگنی چاہئیں۔ اور اپنے مطالب پیش کرنے چاہئیں۔

بعض لوگ ناسمجھی سے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ نماز دعا نہیں ہے۔ حالانکہ اگر وہ غور کرتے تو انہیں پتہ چلتا کہ نماز دعا ہی دعا ہے۔ جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم الخ پڑھتا ہے یہ بھی ایک دعا ہے پھر رکوع اور سجود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں سبحانک اللّٰھم وبحمدک اللّٰھم اغفرلی پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی دعا ہے۔ پھر دُعا بین السجدتین اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارفعنی واجبرنی وارزقنی میں کئی دعائیں ہیں۔ جو عابد اپنے لئے مانگتا ہے۔ پھر التحیات میں السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین۔ اور دونوں درود اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ وغیرہ یہ سب دعائیں ہیں۔ اور نماز کے اندر ہیں۔ مگر ناواقفیت سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نماز کے اندر کوئی دعا نہیں۔ اور دعا بعد میں کرنی چاہیئے۔

پھر اگر لفظ نماز پر ہی غور کیا جائے جو فارسی کا لفظ ہے۔ تو اس کے معنے ہی دعا کے ہیں۔ عربی میں نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اور اس کے معنی بھی دُعا کے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔ صلّی صلوٰۃ دعا واقام الصلوٰۃ۔ کہ صلّی صلوٰۃ کے معنی ہیں دُعا کی اور نماز قائم کی (المنجد)

سفر السعادۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۸ میں دُعا کے متعلق لکھا ہے اما الدُعاء الذی یفعلہ الائمۃ بعد الدُعا فانہ لم یکن من عادۃ النبی صلعم ولم یثبت فی ھٰذا الباب شئی من الاحادیث وھو بدعۃ یعنے یہ دُعا جو ائمہ بعد سلام کے کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت سے نہ تھی۔ اور اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ اور ایسا کرنا بدعت میں داخل ہے۔ غرض نماز کی سب دعائیں نماز کے اندر ہیں اور اس طریق کے اختیار کرنے کی ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اور اپنی زندگی میں ہمیشہ اسی طریق پر کرتے رہے۔ اور ہم احمدی بھی اسی طریق کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

خاکسار۔ قمر الدین مولوی فاضل

حضرت بابا نانک صاحب رح اور حج بیت اللہ

(۵)

حضرت بابا نانک صاحب کے حج کو مشتبہ کرنے کے لئے سکھ صاحبان کی طرف سے اس وقت تک بہت کوششیں کی گئی ہیں۔ منجملہ ان کوششوں کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضرت بابا نانک صاحب نے اپنے پاؤں سے کعبہ شریف کو گھما دیا تھا۔ جب ہم اس بات کی تحقیق کے لئے سکھ کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو ہمیں سکھوں کے اس خیال میں کوئی حقیقت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ سکھ کتب میں یہ واقعہ سکھ مصنفوں کی متضاد باتوں کا ایک طومار نظر آرہا ہے۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ پتھر میں مرقوم ہے:-

"گورو نانک جی مکے وچ جا کے سوں رہے پیر مکے کی طرف کر کے سُتے۔ جاں پیشی (ظہر) کی نماز کا وقت ہوا۔ تاں قاضی رکن دین نماز کو آیا ویکھے تاں پیر مکے کی طرف کری پیا ہے۔ کہنے لگا بندے خدا کیدے تیں پیر جو خدا کیدے گھر ول کیتے ہین۔ سو کیوں کیتے ہین۔ تاں گورو نانک جی کہیا۔ جت ول خدا تے نہیں تدھر پیر کر چھڈ تاں قاضی رکن دین۔ جت ول گورو جی دے پیر پھیرے تت ول مکے دا منہ پھر دا جاوے۔ تاں قاضی رکن دین حیران ہو گیا۔ کہن لگا۔ ایہہ تاں آپ خدا ئے ہے۔ اُستے لگا پیر چومن۔ چوم کر سر تے رکھیوس۔" (ص ۱۸۵)

جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ ٹائپ

اس جنم ساکھی میں مکہ گھومنے کا واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ "رات کو مسیت وچ جا کے سُتے۔ اتے مکے دل پیر کیتے اتے سر اوتر ول دی کیتا جاں۔ پہر ڈیڑھ رات رہی۔ تاں ملاں جیون مسیت وا جھاڑو دین آیا جھاڑو دین۔ تاں دیوا بال کر حاجی سروں لگا دیکھن۔ جاں دیکھے تاں ہو رسمد حاجی اپنے اپنے مقام وِل سُتے پیہے ہین آ ڈکل جو نواں حاجی درویش آیا ہے سو بے طرح قبلے دل پیر کر سُتا ہے۔ تاں ملاں جیون غصہ کھا دعا جو ایہہ موومن ہے جاں منافق ہے جو خدا ئیدے گھر دل پیر کر سُتا ہے۔ تاں ملاں جیوں غصہ کھا ٹیکر بابا جی دی کمر وچ اِک لت ماری۔ آکھن لگا ارے بندے خدا ئیدے تو کون ہے۔ ہندو ہیں کہ مسلمان ہیں۔ جو قوں خدائیدے

گھر ول پیر کر ستا ہیں۔ تاں بابے آکھیا بھولاجی! ملاں جیون جی بھوسے ہاں اسیں۔ تاں تسیں اساڈے پیر سدھے چائے کرو۔ تاں جیون بابے دیاں لتاں پکڑ کر پھیر دتیاں تاں نال مکے دا مکھ پھریا۔ تاں ملاں جیون دیکھے تاں اگے پورب دشا موکھ سی ہن پھر کر اوتر دشا ہوئے کھڑوتا ہے۔ تاں ملاں جیون اتے ہور حاجی جو مسیت وچہ سے سو سبھ حیران ہو گئے۔ تاں ملاں جیون تازیانہ پکڑ کر مارنے اوٹھ جوتا" (جنم ساکھی ص۱۳۲)

یہ دونوں جنم ساکھیاں ایک ہی مصنف کی طرف منسوب ہیں۔ اور دونوں کی طباعت بھی ایک ہی پریس یعنی مفید عام پریس لاہور میں ہوئی ہے۔ مکہ کا مونہہ گھومنے کا واقعہ ان دونوں ایڈیشنوں میں جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ ایک جگہ لکھا ہوا ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ اور دوسری جگہ صبح کی اذان سے بھی قبل کا وقت بیان کیا گیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں قاضی رکن دین کا نماز پڑھنے کے لئے آنا اور باباجی کو دیکھنا بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے ایڈیشن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ملاں جیون صبح کی اذان سے قبل مسجد میں جھاڑو دینے کی غرض سے آئے اور انہوں نے باباجی کو دیکھا۔ اسی طرح جنم ساکھی چھاپہ پتھر میں یہ مرقوم ہے کہ باباجی کے پاؤں سے مکہ کا مونہہ پھرنے پر قاضی رکن دین نے باباجی کے پاؤں چومے اور چھاپہ ٹائپ میں ملاں جیون کا تازیانہ پکڑ کر مارنا لکھا ہے۔ یہ موٹے موٹے فرق ہیں۔ جو ان دونوں حوالوں میں موجود ہیں۔ یہ فرق ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ محض ایک من گھڑت افسانہ ہے۔

اس کے علاوہ ہم یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ مکہ شریف کا مونہہ گھومنے سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ مکہ شریف ایک شہر کا نام ہے۔ اور مونہہ ہم شہر کے دروازہ کو ہی تصور کر سکتے ہیں اور ان جنم ساکھیوں کے بیان کے مطابق باباجی رات کو کسی مسجد میں سوئے ہیں اور اپنے پاؤں آپ نے مکہ شریف کی طرف کئے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی دوست شہر کے کسی گوردوارہ یا مسجد میں سوئے۔ تو اس کے پاؤں بہرحال شہر کی طرف ہی ہونگے کیونکہ وہ آسمان یا زمین کی طرف پاؤں کر کے تو سو نہیں سکتا۔ مثلاً اگر کوئی سکھ امرتسر میں جائے اور رات کو شہر کے کسی گوردوارہ میں قیام کرے۔ تو جس طرف بھی وہ پاؤں کر کے سوئے گا۔ اس کے پاؤں امرتسر کی طرف ہی ہونگے۔ یعنی وہ جس طرف بھی پاؤں کرے گا۔ شہر کا کوئی نہ کوئی حصہ اسطرف ہوگا پس اگر جنم ساکھیوں کے بیان کے مطابق باباجی مکہ شریف کی کسی مسجد میں سوئے ہیں اس لحاظ سے آپ جدھر بھی پاؤں کریں گے اسی طرف شہر کا کوئی نہ کوئی حصہ ہوگا۔ پس یہ کوئی اہم بات نہیں۔ اور سکھ بھائیوں کا اس پر بنیاد رکھکر یہ خیال ظاہر کرنا کہ آپ نے اپنے پاؤں سے مکہ شریف کا مونہہ پھیر دیا تھا۔ ایک مضحکہ خیز بات ہوگی۔

اس کے علاوہ یہی واقعہ جنم ساکھی بھائی بالا کے اردو ایڈیشن میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"گورو صاحب مکہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سو گئے۔ ابھی کچھ رات باقی ہی تھی۔ تو اُن کے پاس سے ایک مجاور کا گذر ہوا۔ وہ ان کو دیکھ کر سخت سُست کہنے لگا۔ کہ اے بیوقوف تمہارا تو حج ہی بے فائدہ گیا۔ اور سب محنت آنے کی تمہاری ضائع ہوئی۔ بلکہ تم بہت گنہگار ہوتے ہو۔ خدا کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر سو رہے ہو۔ گورو صاحب نے بہت نرمی سے فرمایا۔ کہ بھائی ہم راستہ کے تھکے ماندے پڑ گئے ہیں۔ تم جس طرف خدا کا گھر نہیں ہے۔ ہمارے پاؤں کر دو۔ اُس نے غصہ سے پکڑ کر دوسری طرف پھینک دیئے۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ مکہ اسی طرف پھر کر آگیا ہے۔ پھر دوسری طرف پھینکے۔ تو مکہ بھی ساتھ ہی پھرا۔ اور جانب کو پھیرے تو پھر بھی ویسا ہی ہوا۔ یہ معجزہ دیکھکر وہ متعجب ہوا۔ تب گورو صاحبان نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بھائی تو حیران کیوں ہوا۔ خدا کا گھر سب طرف ہے۔ وہ سب دیا پی ہے۔ صرف کعبہ میں ہی محدود نہیں ہے۔ وہاں سے چل کر اُس نے شہر میں جا کر اس بات کا چرچا کیا۔" (جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ ۱۹۰ وکٹوریہ پریس لاہور)

اس حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مکہ کا مونہہ نہیں پھرا تھا۔ بلکہ مکہ پھرا تھا۔ اس کے علاوہ اس میں ملاں جیون یا قاضی رکن دین کا نام نہیں لکھا۔ بلکہ ایک "مجاور" پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔ اور اس حوالہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مکہ پھرنے کا تعلق اس مجاور کی ذات تک ہی موجود تھا یعنی کسی اور کو مکہ پھرتا نظر نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ اس نے شہر میں جا کر اس بات کا چرچا کیا۔ اگر یہ مکہ گھومنا تمام لوگوں کو نظر آیا ہوتا۔ تو اس مجاور کو اس کے چرچا کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آتی۔

ناظرین غور فرمائیں۔ ان سب کتابوں کا ایک ہی مصنف ہے۔ اور کسقدر ان میں تضاد ہے۔ یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ یہ مکہ کا مونہہ گھومنا یا مکہ پھرنا محض ایک بناوٹی قصہ ہے اور اس کو جنم ساکھیوں میں صرف اس لئے شامل کیا گیا ہے۔ تا باباجی کے حج پر پردہ ڈالا جا سکے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ جنم ساکھی کے قلمی نسخوں میں باباجی کے پاؤں کے ساتھ مکہ کا گھومنا یا مکہ کا مونہہ پھرنا وغیرہ باتوں کا نام ونشان ہی نہیں۔ بلکہ اُن میں باباجی کا مکہ یا کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سونا بھی مذکور نہیں۔

ہمارے پاس جنم ساکھی کا ایک قلمی نسخہ ہے جس کی کتابت سمت ۱۸۸۵ بکرمی میں ہوئی ہے اور اس کے کاتب کا نام بھائی جودھ سنگھ امرتسر لکھا ہوا ہے۔ اس جنم ساکھی کے ص۲۰۲ پر مکہ کی ساکھی ص۲۰۱ لکھی ہوئی ہے لیکن اس میں نہ باباجی کا مکہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا ہی مرقوم ہے۔ اور نہ آپ کے پاؤں سے مکہ یا مکہ کا مونہہ گھومنا ہی لکھا ہے۔ پس اس سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ افسانہ بعد کی ایجاد ہے۔ جو محض آپ کے حج کو چھپانے کے لئے بنایا گیا ہے۔

جنم ساکھی کے قلمی نسخوں سے متعلق مشہور سکھ مصنف سردار کرم سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔ "یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ تحقیق کیلئے ان جنم ساکھیوں کو مستند نہ سمجھا جائے۔ بلکہ مستند وہ ہیں جو قلمی ہیں۔ کیونکہ مطبوعہ جنم ساکھیوں میں کچھ نہ کچھ کمی بیشی ضرور ہے۔" (کتک کہ وساکھ گور مکھی ص۲۵)

پس قلمی جنم ساکھی میں باباجی کا مکہ کی طرف پاؤں کر کے سونا اور اپنے پاؤں سے مکہ کا مونہہ پھیرنا موجود نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ واقعہ بعد میں جنم ساکھیوں میں ملایا گیا ہے۔ خاکسار عباد اللہ گیانی

لنڈن ۳-۴ فروری۔ سٹالن گراڈ کی جنگ ۱۶۲ دن کے بھیانک ترین اور خونریز محاصرہ کے بعد ختم ہو گئی شہر کے شمالی حصہ میں واقعہ ٹریکٹر فیکٹری میں محصوریوں کی جو آخری فوجیں مقابلہ کر رہی تھیں انہوں نے منگلوار کو ہتھیار ڈالدیئے۔ ان کا کمانڈ جنرل سٹریچر قیدیوں میں ہے۔ سٹریچر کیساتھ سات دوسرے جرنیل بھی تھے۔ اب وہ جرمن کمانڈر فیلڈ مارشل پولس اور دوسرے جرمن اور رومانوی جرنیلوں کے ساتھ ہیں۔ ان جرنیلوں نے اتوار کو شہر کے وسطی حصہ میں ہتھیار ڈالے تھے۔ اس آخری فوج کے ہتھیار ڈالنے کی وجہ سے جرمنوں نے ۳ لاکھ سپاہی ضائع کر دیئے ہیں۔ جو دسمبر میں روسیوں کے جوابی حملہ کی وجہ سے بڑی فوجوں کٹ گئے تھے۔ گذشتہ سال ۱۲ ستمبر کو جرمن فوجیں پہلی بار شہر کی گلیوں میں داخل ہوئیں۔ دریائے والگا کے وسیع کنارے کے ساتھ ساتھ میلوں ایسا دکھائی دیتا تھا۔ کہ سیباسٹیپول کی طرح سٹالن گراڈ پر بھی جرمنوں کا قبضہ ہو جائیگا۔ جرمن ہوائی جہازوں نے کئی دن رات لگاتار ہزاروں بم پھینکے جبکہ ان کی توپوں نے ایک کے بعد دوسرے بازار کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ جب جرمنوں نے سمجھا کہ راستہ صاف ہو گیا ہے تو ان کے ٹینکوں اور پیدل فوج کا ٹڈی دل کھنڈرات میں جہاں ابھی دھواں اٹھ رہا تھا۔ داخل ہو گیا۔ مگر یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی حد نہ رہی۔ کہ گلی گلی اور مکان مکان کیلئے روسیوں نے لڑائی شروع کر دی روسیوں کیلئے سب سے بڑا مسئلہ توپوں اور جہازوں کی بمباری میں والگا کے راستہ سامان جنگ لانا تھا۔ مگر روسیوں نے اپنے مختصر سے بیڑے سے والگا پر کنٹرول رکھا۔ تاہم زیادہ تعداد میں ہونے کی وجہ سے جرمنوں نے تین چوتھائی شہر پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸ ستمبر کو ہٹلر نے اعلان کیا کہ سٹالن گراڈ پر سرعت سے قبضہ کیا جائیگا۔ مگر روسی فوج کا ایک تازہ دم دویژن شہر میں داخل ہو گیا۔ اور لوگوں نے فیکٹریوں اور گھروں سے نکل کر لڑائی شروع کر دی۔ جرمنوں نے نومبر کے دوسرے ہفتہ نئی نئی فوجیں جھونکنی شروع کر دیں۔ مگر پھر روسیوں کے حق میں پانسہ پلٹنے لگا۔ اور ۲۵ نومبر کو انہوں نے شہر کو گھیر کر جرمن فوجوں کو بڑی فوج سے الگ کر دیا

لنڈن ۳ فروری۔ جرمن ریڈیو نے آج اعلان کیا کہ ترکی میں مقیم جرمن سفیر ہر فان پاپن کو آج وزیر خارجہ ترکی نے مسٹر چرچل اور عصمت انونو کانفرنس کی مفصل رپورٹ مہیا کی یہ رپورٹ ترکی اور جرمنی کے معاہدہ کے مطابق ایک ملاقات میں مہیا کی گئی جو کل ہر فان پاپن اور وزیر خارجہ ترکی کے درمیان ہوئی۔

سٹاک ہالم ۳ فروری۔ مقامی اخبار کے ایک برلن کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ ۱۶ سال کی عمر کے اشخاص کو چھوڑ کر جرمنی میں اسوقت تک ۵۰ لاکھ مردوں اور عورتوں کی لام بندی ہو گئی ہے اور ابھی اور ہو گی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

واشنگٹن ۳ فروری۔ امریکہ کے بحری محکمہ کے وزیر کرنل ناکس نے ایک بیان میں اس خبر کو غلط قرار دیا کہ جزائر سولومن کے رقبہ میں ایک زبردست سمندری اور ہوائی لڑائی ہو رہی ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ حال ہی کی سرگرمیاں متعدد جھڑپوں اور زیادہ ہوائی سرگرمیوں تک محدود ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ کل کے سرکاری اعلان میں کہا گیا تھا۔ کہ جاپانیوں کی ہوائی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جاپانی سارے سولومن کے رقبہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ ایک زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ تاہم یہ درست ہے کہ یہ ممکن ہے کہ جاپانی وسیع پیمانہ پر دیکھ بھال کر رہے ہوں۔ آپ نے مزید کہا۔ کہ ایک طویل اور زبردست لڑائی ابھی ہو گی۔

لنڈن ۳ فروری۔ جرمن ریڈیو پر جرمن نیوز ایجنسی کا ایک اعلان نشر کیا گیا ہے۔ کہ ٹیونیشیا کے وسطی محاذ پر مضبوط اتحادی دستے محوری مورچوں میں گھس گئے ہیں۔ مراکو ریڈیو نے آج رات فرانسیسی ہیڈکوارٹرز کا جنگی کمیونک سناتے ہوئے بتایا کہ اوسلیشیا کے مشرقی علاقہ میں توپوں کی جنگ ہوتی دشمن کے معمولی حملوں کو پسپا کر دیا گیا۔ فریک کے علاقے میں دشمن کو پہلے ہی بہت نقصان پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس نے حملوں کو دوبارہ شروع نہ کیا۔

لنڈن ۳ فروری۔ مراکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ شمالی افریقہ کی امپیریل کونسل کی میٹنگ آج صبح الجزائر میں ہوئی۔ کونسل کی صدارت جنرل گراڈ نے کی۔ بحث میں شمالی افریقہ کے گورنروں نے حصہ لیا۔ جنرل گراڈ جنرل برگریٹ کو امریکہ اپنے نمائندہ کے طور پر بھیج رہا ہے۔ تاکہ وہ جلد از جلد سامان جنگ وہاں سے بھیج سکے۔

ہیڈ راڈ ۳ فروری۔ کہا جاتا ہے۔ کہ بلقان کے ساحل پر اور ڈوڈے کینز کے جزائر میں جرمنی حفاظتی انتظامات کو نہایت تیزی کے ساتھ مکمل کر رہا ہے۔ ہنگرین یوگوسلاو اور یونانی مزدوروں کو ان کی تعمیر کے کام میں استعمال کیا جا رہا ہے جرمنوں اور اطالویوں نے کریٹ سے لیکر ڈوڈے کینز جزائر تک دیکھ بھال کرنے والے ہوائی جہازوں کی تعداد دوگنی کر دی ہے۔ وہ ہر روز گشتی پرواز کرتے ہیں خصوصاً سائپرس کے علاقہ پر بلقان میں محوری فوجوں کی تعداد کا اندازہ ۲۸ ڈویژن ہے ۔

واشنگٹن ۳ فروری۔ مسٹر روز ویلٹ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یورپ پر کب اور کہاں حملہ کیا جائیگا لیکن یہ حملہ ضرور ہو گا۔ اور نہایت سخت ہو گا۔ امریکہ برطانیہ اور روس کے جہاز دشمن پر ٹنوں بم پھینکیں گے ۔

چنگ کنگ ۳ فروری۔ ایک چینی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جاپانی برما کی سرحد پر ٹونگ لنگ میں کافی ہوائی قوت جمع کر رہے ہیں ۔

لنڈن ۳ فروری۔ مسٹر ایڈن وزیر خارجہ نے آج ہاؤس آف کامنز میں شمالی افریقہ کی سیاسی صورت حالات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ ابتدائی ذمہ داری فرانسیسیوں کی تھی۔ امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں کی اولین دلچسپی اس امر سے وابستہ تھی۔ کہ ان علاقوں میں اتحادیوں کی جنگی سرگرمیوں کی حمایت کرنے کے لئے فرانسیسی گورنمنٹ ہر ممکن کام کرے۔ اتحادی کمانڈر انچیف کو جنرل گراڈ کی فوجوں اور فرانسیسی حکومت کا مکمل تعاون حاصل ہے۔ یہ بات درست ہے کہ بہت سی مشکلات کے باوجود فرانسیسیوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش شروع کی گئی ہے۔ تاکہ شمالی افریقہ کے اندرونی حالات کو سدھارا جا سکے ۔

لنڈن ۳ فروری۔ نیشنل براڈکاسٹنگ کمپنی کے مبصر نے آج بعد دوپہر قاہرہ ریڈیو پر اعلان کیا۔ کہ مسٹر چرچل نے مصر کے شاہ فاروق سے بات چیت کی ۔

ماسکو ۳ فروری۔ سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ روسی فوجیں کوبان کے علاقہ میں بڑھ رہی ہیں کراسنوڈار اب ۳۰ میل دور رہ گیا ہے ایک دو دن میں اس پر روسی قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد بحیرہ اسود کی بندرگاہ نووورسک بھی دور نہیں رہتی۔ اس علاقہ میں جرمن فوجوں کو بھاگنے کی پڑ گئی ہے۔ کچھ فوج کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ کریمیا سے نکالنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں ۔

نئی دہلی ۳ فروری انڈیا کمانڈ کے ایک مشترک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ کل رائل ایر فورس کے چار دستوں نے لڑاکے جہازوں کی معیت میں لنٹھے ڈانگ۔ اکیاب اور دیہات پر بمباری کی۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے بمباری کے بعد نیچی سطح پر پرواز کر کے مشین گنوں سے گولیاں چلائیں دشمن کے کسی ہوائی جہاز نے مقابلہ نہ کیا۔ اکیاب کے جزیرہ میں ہمارے ہوائی جہازوں نے دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر بمباری کی ۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ ورقادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر